Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱-۷۶ | منگل ۱۲؍ربیع الاول ۱۴۱۲ھ، یکم اخاء ۱۳۷۰ہش، یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۱۹

خدا کا شکر ادا کرنے کے تقاضے

"خالی زبان سے (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) کہنا کافی نہیں ہے۔ بدن کو بھی شکریے کے ساتھ خدا کے حضور جھکنا ہوگا۔ جذبات کو بھی جھکنا ہوگا۔ خدا نے جو کچھ ہمیں عطا کیا ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ ہمیں اس کا شکریہ ادا کرنا ہوگا۔"
(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ بات کہ اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان کے بعد طبیعت گناہ سے متنفر ہو جاتی ہے۔ یہ بات آسانی اور صفائی سے سمجھ میں آسکتی ہے دیکھو سنکھیا ہے یا اور زہریں ہیں یا بعض زہریلے جانور ہیں۔ انسان اُن سے کیوں ڈرتا ہے؟ صرف اس لئے کہ تجربہ نے بتا دیا ہے کہ اس درجہ پر یہ زہر ہلاک کر دیتے ہیں۔ بہتوں کو زہر کھا کر ہلاک ہوتے دیکھا ہے، اسی لئے طبیعت اس طرف نہیں جا سکتی، بلکہ ڈرتی ہے جبکہ یہ بات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ قسم قسم کے گناہ سرزد ہوتے ہیں، یہانتک کہ اگر راستہ میں ایک پیسہ پڑا ہُوا ہو تو جھک کر اس کو اُٹھا لے گا؛ حالانکہ تھوڑے سے اعلان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ پیسہ کس کا ہے۔" (ملفوظات جلد اوّل صد ۶۵)

"اللہ تعالےٰ گواہ ہے اور اُس سے بڑھ کر ہم کس کو شہادت میں پیش کر سکتے ہیں۔ کہ جیسا کہ مَیں نے ابھی کہا ہے۔ سولہ یا سترہ برس کی عمر سے عیسائیوں کی کتابیں پڑھتا رہا ہوں، مگر ایک طرفۃ العین کے لئے بھی اُن اعتراضوں نے میرے دل کو مذبذب یا متأثر نہیں کیا اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ مَیں جُوں جُوں ان کے اعتراضوں کو پڑھتا جاتا ہوں اسی قدر اُن اعتراضوں کی ذلت میرے دل میں سماتی جاتی ہے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور محبت سے دل عطر کے شیشہ کی طرح نظر آتا ہے۔ مَیں نے یہ بھی غور کیا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس پاک فعل پر یا قرآن شریف کی جس آیت پر مخالفوں نے اعتراض کیا ہے، وہاں ہی حقائق اور حِکَم کا ایک خزانہ نظر آیا ہے" (ملفوظات جلد اوّل صد ۴۸۱)

مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو بیت الاقصیٰ ربوہ میں نماز جمعہ محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی اور خطبہ کے طور پر سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ مئی ۱۹۹۱ء بمقام سرینام پڑھ کر سنایا۔

اس خطبہ میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت سلیمانؑ کی دعا کے ضمن میں شکرِ نعمت کا طریق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا سچا شکر ادا کرنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے حضور نے شکر نعمت کے طریق بتاتے ہوئے فرمایا کہ نیک اعمال بجالانا، خدا کے بندوں پر خرچ کرنا، ان پر احسان کرنا ہی اللہ کا شکر ادا کرنے کا طریق ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے سرینام میں تربیت کے خطرات کا ذکر فرمایا اور مربیان کرام اور دیگر افراد جماعت کو اس طرف خاص طور سے متوجہ فرمایا کہ امام جماعت کے خطبات سے اپنی نسلوں کا مضبوط رابطہ قائم رکھیں۔ آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے ان کو امام جماعت کے خطبات سنوانا اور پڑھانا بہت ضروری ہے۔

○ مکرم محمد اقبال صاحب سیفی کراچی اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی بیٹی ماریہ سیفی نے ۷۳ فیصد نمبر لے کر ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا ہے۔ میڈیکل کالج میں داخلہ کی کوشش کی جارہی ہے۔ اللہ تعالےٰ عزیزہ کی تعلیم کو احمدیت اور انسانیت کے لئے مفید بنائے۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے چوہدری عبدالعزیز صاحب مارکیٹنگ مینیجر ٹیٹراپیک کو مؤرخہ ۲۱ ستمبر ۱۹۹۱ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے بچے کا نام عدیل احمد
باقی صد ۳ پر

تقویٰ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"اللہ تعالیٰ کی کتاب کو غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تقویٰ بہت پسند ہے۔ اگر انسان اللہ کے ساتھ سچا معاملہ نہ کرے تو اُس کے ظاہری اعمال کوئی حقیقت نہیں رکھتے انسان فطرتاً چاہتا ہے کہ کوئی اس کا پیارا ہو جو ہر صفت سے موصوف ہو سو اللہ سے بڑھ کر ایسا کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ پیارے تو آخر جدا ہوں گے۔ ان کا تعلق ایک دن قطع ہونے والا ہے مگر اللہ کا تعلق ابدالآباد تک رہنے والا ہے۔ دُنیا کی فانی چیزیں محبت کے قابل نہیں۔ کیونکہ یہ سب فنا پذیر ہے۔ کیا دُنیا میں کوئی ایسی چیز ہے جو بقاء رکھتی ہے ہرگز نہیں۔ پس اس کی رحمت اور اس کے
باقی صد ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

یکم اخاء ۱۳۷۰ ہش — یکم اکتوبر ۱۹۹۱ء

سمجھنا اور یاد رکھنا

یہ تو ٹھیک ہے کہ ہم کتابیں پڑھ لیتے ہیں اور ہم اپنے بچّوں کو بھی کتابیں دیتے ہیں کہ وہ پڑھ لیں۔ لیکن کیا کتابوں کا پڑھ لینا ہی کافی ہے۔ ہم نے کئی ایسے دوست دیکھے ہیں جو ہر وقت مطالعہ میں غرق رہتے ہیں لیکن علمیت ان کی بالکل صفر ہوتی ہے یا صفر کے قریب قریب۔ حقیقت یہ ہے کہ پڑھنے کا فائدہ جبھی ہے کہ انسان کو بات کی پُوری طرح سمجھ بھی آجائے اور پھر یاد بھی رہے۔ اگر سمجھ نہ آئے تو پڑھنے کا کیا فائدہ اور اگر یاد نہ رہے تو پھر بھی پڑھنے کا کیا فائدہ۔ اس سے وقتی طور پر تو محظوظ ہُوا جا سکے گا لیکن علمیت میں تو اضافہ نہیں ہو گا۔ اور دوستوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے ایسا لگے گا کہ ہم جانتے ہی کچھ نہیں۔

یہ نہایت ضروری ہے کہ ہمیں باتیں سمجھ بھی آجائیں اور ہم یاد بھی رکھ سکیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس بات کا شدّت سے احساس تھا کہ یہ معلوم کیا جائے کہ جماعت کے افراد کو کہاں تک سمجھ آتی ہے اور کتنا یاد رکھتے ہیں۔ چنانچہ یہ معلوم کرنے کے لئے حضور نے کئی دفعہ ارادہ فرمایا کہ احباب جماعت کا امتحان لیا جائے۔ ان کے لئے سوال تیار کئے جائیں اور ان سوالوں کے جوابات حاصل کر کے اندازہ لگایا جائے کہ ان کی علمی حالت کیسی ہے۔ علمی حالت — یعنی کیا وہ باتیں جو حضور انہیں بتاتے ہیں وہ یاد بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔

حضور اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں:۔

"ان ساری باتوں پر غور کر کے ایک دانش مند اس نتیجہ پر ضرور پہنچے گا کہ اس بات کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ ان زہروں کو دُور کرنے کے واسطے جو رُوح کو تباہ کرتی ہیں کسی تریاقی محبت کی ضرورت ہے۔ جہاں رہ کر انسان مہلکات کا علم بھی حاصل کرتا ہے اور نجات دینے والی چیزوں کی معرفت بھی حاصل کرتا ہے اسی واسطے ایک طرح سے میرے دل میں یہ بات ہے اور مَیں سوچتا ہوں کہ اپنی جماعت کا امتحان سوالات کے ذریعہ سے لُوں چنانچہ مَیں نے اس تجویز کا کئی بار ذکر بھی کیا ہے اگرچہ مجھے ابھی موقع نہیں ملا۔ لیکن یہ بات میرے دل میں ہمیشہ رہتی ہے کہ ایک بار سوالات کے ذریعہ آزما کر دیکھو۔"

پس ہمیں، باتیں سمجھنے کی بھی ضرورت ہے اور یاد رکھنے کی بھی۔

چاند نے اپنی چاندنی دے دی
میرے آنگن کو روشنی دے دی
دل کو جذبِ دروں دیا تُو نے
سچ تو یہ ہے کہ زندگی دے دی
ـــــ ابوالاقبال

احسان و حُسن کے وہ پرستار کیا ہوئے
جنسِ وفا کے تھے جو خریدار کیا ہوئے

ایسی ہَوا چلی کہ تمدّن بدل گیا
وہ یار غمگسار و وفادار کیا ہوئے

ہیں خار دار جھاڑیاں نفرت کی ہر طرف
سایہ تھا جن کا پیار وہ اشجار کیا ہوئے

کوئے صنم کی رونقیں کیوں ماند پڑ گئیں
وہ خوبرو وہ طالبِ دیدار کیا ہوئے

مقتل میں کیوں سکوت کا عالم ہے ان دِنوں
دار و رسن کے تھے جو سزاوار کیا ہوئے

پیشہ جفا و جَور تھا جن کا کہاں گئے
اور وہ حریصِ لذّتِ آزار کیا ہوئے

تازہ ہیں جن کے دم سے روایاتِ عاشقی
چارہ گر وہ عشق کے بیمار کیا ہوئے

دھبّہ کسی بھی رنگ کا جن پر نہیں لگا
اے واعظو وہ جُبّہ و دستار کیا ہوئے

عصمت قلم کی جن کو رہی عُمر بھر عزیز
وہ صاف گو مدبر وہ اخبار کیا ہوئے

تعمیر کا ہی شوق رہا جن کو روز و شب
معمار تھے جو صاحبِ کردار کیا ہوئے

رحمت اللہ شاکر

بقیہ: صدا سے آگے

عطا فرمایا ہے۔ نومولود چوہدری اللہ بخش صاحب ریٹائرڈ زراعتی ماسٹر کے بڑے لڑکے چوہدری عبدالرشید صاحب ڈیفنس سوسائٹی لاہور کا پوتا اور چوہدری ناظر حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ چک جھمرہ کے بڑے بیٹے چوہدری انجاز حسین ریٹائرڈ ہیڈ پرنسپل فیصل آباد کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے بچّے کی درازیٔ عمر اور نیک ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقینِ عمل

دینِ حق صفاتِ الٰہیہ پر خصوصیت سے زور دیتا ہے۔ اور بنی نوع انسان کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ تمہارا حُسن اس امر پر منحصر ہے کہ تم صفاتِ الٰہیہ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگین کرنے کی کوشش کرو اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جتنا کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرتا چلا جائے گا۔ اتنا ہی وہ اعلیٰ اخلاق کا حامل ہو گا۔ اور اسی نسبت سے اسے اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہو گا۔ گویا دینِ حق نیکی اور بدی کی تعریف ایک جدید زاویہ نگاہ سے پیش کرتا ہے۔ اور اعلیٰ اخلاق کی بنیاد صرف صفاتِ الٰہیہ کے انعکاس پر رکھتا ہے۔ یہ نظریہ جو دینِ حق نے پیش کیا ہے اتنا اہم ہے کہ اگر غور سے کام لیا جائے تو اس نے مذہبی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے اور اس نے نیکی اور بدی کی تعریف ہی بدل دی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو بڑے غور و فکر کے عادی نہیں صرف اتنا ہی دیکھا کرتے ہیں کہ چونکہ فلاں کام کرنے کو ہمارا جی چاہتا ہے اسلئے ہم وہ کام کریں گے یا فلاں کام کرنے کو چونکہ ہمارا جی نہیں چاہتا اس لئے ہم وہ کام نہیں کریں گے۔ ایسے لوگوں کے نزدیک اچھے کام کی تعریف صرف یہی ہوتی ہے کہ جس کے کرنے پر ان کا جی چاہے اور برے کام کی تعریف یہ ہوتی ہے کہ جس کے کرنے کو ان کا جی نہ چاہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ یہ تعریف بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ہزاروں انسان ایسے ہوتے ہیں جنکا جی کسی کام کے کرنے کو آج تو چاہتا ہے مگر کل نہیں چاہتا یا آج تو ایک شخص چاہنے والی بات کو نہیں چاہتا مگر کل وہ اسے چاہنے لگتا ہے۔ اور اگر اس سے کوئی شخص سوال کرے کہ تمہارے اس وقت چاہنے اور اب نہ چاہنے یا اس وقت نہ چاہنے اور اب چاہنے کی کیا وجہ ہے تو وہ کہہ دیتا ہے کہ اس وقت میرے حالات اور تھے اور اب اور ہیں یا بسا اوقات وہ کہہ دیتا ہے کہ جب میں نہیں چاہتا تھا تو اس وقت میں غلطی کر رہا تھا۔ اور اب جب کہ چاہنے لگا ہوں تو درست کر رہا ہوں۔ مگر اسکی یہ بات بھی قطعی نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ کل وہ پھر اپنی چاہی ہوئی چیز سے نفرت کرنے لگ جائے پھر اگر کسی شخص کا کسی کام کو چاہنا ہی نیکی ہو سکتی ہے تو فرض کرو زید چاہتا ہے کہ بکر کے باپ کو قتل کر دے۔ اور وہ اسے قتل کر دیتا ہے۔ تو کیا بکر اسلئے خاموش ہو جائیگا کہ وہ اس کام کو چاہتا تھا۔ یا کسی شخص کا ملازم کام میں سستی کرتا ہے تو کیا اس آقا ملازم کے یہ کہنے پر کہ اس کام کا تعلق میری مرضی کے ساتھ ہے خاموش ہو جائے گا۔ اگر کسی شخص کا کسی کام کو چاہنا ہی نیکی ہو سکتا ہے تو بکر کا اپنے باپ کے قاتل کے خلاف مقدمہ دائر کرنا بے انصافی ہو گا اسی طرح آقا کا اپنے ملازم کو اسکی سستی پر سزا دینا ظلم ہو گا۔ کیونکہ زید چاہتا تھا کہ بکر کے باپ کو قتل کر دے اور ملازم چاہتا تھا کہ وہ کام میں سستی کرے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہی شخص جو خود نیکی اور بدی کے متعلق ایک فارمولا تجویز کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جس چیز کو انسان کا جی چاہے وہ نیکی ہے اور جسکو نہ چاہے وہ بدی۔ اس شخص کے باپ کو جب کوئی شخص قتل کر دیتا ہے تو وہ سخت غصہ میں آجاتا ہے اور کہتا ہے میں اس سے بدلہ لے کر رہوں گا۔ حالانکہ چاہیئے تھا کہ جب اسکے باپ کا قاتل اسکے مجوزہ فارمولا پر عمل کر رہا تھا تو وہ خوش ہوتا کہ اس نے نیکی کی ہے۔ اسی طرح ملازم کے سستی کرنے پر اور یہ کہہ دینے پر کہ میرا جی چاہتا تھا کہ میں سستی کروں وہ خاموش ہو جاتا۔ بلکہ خوش ہوتا کہ وہ نیکی کے راستہ پر گامزن ہے مگر ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ پس نیکی اور بدی کی یہ تعریف درست نہیں۔

پھر بعض لوگوں نے اس تعریف سے ذرا اور ترقی کی ہے اور کہا ہے کہ جس کام کو سوسائٹی چاہتی ہے وہ نیک ہے اور جس کام کو سوسائٹی نہیں چاہتی وہ بد ہے مگر اس تعریف پر بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندو سوسائٹی چاہتی ہے کہ گائے نہ کھائی جائے۔ اور مسلمان سوسائٹی چاہتی ہے کہ گائے کھائی جائے۔ یا سکھ سوسائٹی چاہتی ہے کہ جھٹکا کھایا جائے اور مسلمان سوسائٹی چاہتی ہے کہ جھٹکا نہ کھایا جائے۔ اسی طرح یورپین سوسائٹی چاہتی ہے کہ شراب پی جائے۔ لیکن مسلمان سوسائٹی چاہتی ہے کہ شراب نہ پی جائے۔ اب جب کہ ہندو سوسائٹی یہ چاہتی ہے کہ گائے نہ کھائی جائے کیونکہ ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ اور مسلمان سوسائٹی چاہتی ہے کہ گائے کھائی جائے۔ کیونکہ اس کا کھانا ہمارے مذہب میں جائز ہے سکھ سوسائٹی چاہتی ہے کہ جھٹکا کھایا جائے لیکن مسلمان سوسائٹی چاہتی ہے کہ جھٹکا نہ کھایا جائے۔ کیونکہ جھٹکا کھانا حرام ہے۔ یورپین سوسائٹی چاہتی ہے کہ شراب پی جائے لیکن مسلمان سوسائٹی چاہتی ہے کہ شراب بالکل نہ پی جائے کیونکہ اس کا پینا حرام ہے۔ پھر ہم کون سی سوسائٹی کی خواہش کیمطابق فیصلہ کریں گے۔ آیا ہم مسلمان سوسائٹی کے چاہنے کے مطابق فیصلہ کریں گے یا سکھ سوسائٹی کے چاہنے کے مطابق فیصلہ کریں گے یا ہندو سوسائٹی کے چاہنے کے مطابق فیصلہ کریں گے یا یورپین سوسائٹی کے چاہنے کے مطابق فیصلہ کرینگے اگر ہم ہندو سوسائٹی کے چاہنے کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں کہ گائے کھانا سخت جرم ہے تو مسلمان کہے گا گائے کھانا جائز ہے اگر ہم سکھ سوسائٹی کے چاہنے کے مطابق فیصلہ کریں گے کہ جھٹکا کھانا جائز ہونا چاہیئے تو ایک مسلمان کہے گا جھٹکا کھانا حرام ہے۔ اگر ہم یورپین سوسائٹی کے چاہنے کے مطابق فیصلہ کریں گے کہ شراب پینی چاہیئے تو مسلمان کہے گا شراب پینا حرام ہے۔ غرض ہمیں کوئی ایک سوسائٹی بھی ایسی نظر نہیں آتی جسکے چاہنے کے مطابق فیصلہ کر دیا جائے تو اس پر باقی تمام سوسائٹیاں متفق ہو جائیں۔ ہزاروں ہزار نیکی اور عیب کی باتیں ایسی ہیں جن میں لوگوں کے اندر شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک سوسائٹی ایک کام کو بہت بڑی نیکی قرار دیتی ہے۔ تو دوسری سوسائٹی اس کو بہت بڑا جرم قرار دیتی ہے۔ یا ایک سوسائٹی ایک کام کو سخت گناہ سمجھتی ہے تو دوسری سوسائٹی اس کام کو عین ثواب سمجھتی ہے۔ یورپین لوگ شراب کو بہت اچھا سمجھتے ہیں لیکن مسلمان شراب پینا سخت گناہ سمجھتے ہیں۔ آیا ہم شراب پینے کو یوروپ کے معیار کے مطابق نیکی قرار دیں یا اسلام کے معیار کے مطابق بدی قرار دیں۔ ایک یورپین کسی مسلمان کو شراب کا گلاس پیش کرتا ہے اور مسلمان اس کے پینے سے انکار کرتا ہے تو کیا ہم یوروپ کے معیار کے مطابق مسلمان کے شراب پینے سے انکار کو بدتہذیبی قرار دیں گے۔ یا اسلام کے معیار کے مطابق نیکی قرار دیں گے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہم مسلمان سوسائٹی کی بات مانیں اور عیسائی سوسائٹی کی بات ~~کو رد کر دیں عیسائی~~ کو رد کر دیں۔ یا عیسائی سوسائٹی کی بات مانیں اور مسلمان سوسائٹی کی بات رد کر دیں۔

پھر بعض لوگوں نے ایک اور قدم اٹھایا ہے وہ کہتے ہیں کہ نیکی وہ ہے جسے دنیا کے اکثر لوگ اچھا کہیں اور بدی وہ ہے جسے دنیا کے اکثر لوگ برا کہیں۔ مگر یہ تعریف بھی کوئی معین تعریف نہیں کہلا سکتی کیونکہ دنیا کی اکثریت کو اسی صورت میں نیکی اور بدی کی شناخت کا صحیح معیار قرار دیا جا سکتا ہے۔ جب خود اکثریت ہمیشہ ایک بات پر قائم رہے۔ لیکن ہمیں تو ہر زمانہ ہر ملک بلکہ ہر قوم کی اکثریت کے خیالات ایک دوسرے سے مختلف دکھائی دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں دنیا کی اکثریت کو نیکی اور بدی کی شناخت کا معیار کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔ پھر اگر اس تعریف کو درست سمجھا جائے تو اس کے معنے یہ ہوں گے کہ اگر اکثریت کہتی ہے کہ خدا کوئی نہیں تو اس وقت خدا تعالیٰ کا انکار کرنا نیکی ہو گا۔ اور اگر اکثریت کہتی ہے کہ خدا ہے تو خدا کو ماننا نیکی ہو گا۔ لیکن دوسرے وقت وہی اکثریت ہستی باری تعالیٰ کی قائل ہو جائے تو پھر خدا تعالیٰ پر ایمان لانا نیکی قرار پائے گا اور اس کا انکار کرنا بدی قرار پائے گا۔ گویا اکثریت کے عقائد بدلنے کے ساتھ نیکی اور بدی کی تعیین بھی مختلف ہوتی چلی جائے گی۔ پس نیکی اور بدی کی یہ تعریف بھی کوئی معین تعریف نہیں کہلا سکتی۔

پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ نیکی وہ عمل ہے جس سے سب سے زیادہ خوشی حاصل ہو۔ اور بدی وہ عمل ہے جو انہیں حالات میں اتنی خوشی پیدا نہ کرے۔ مگر یہ تعریف بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اگر ایک شخص کو ڈاکہ مار کر سب سے زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے تو اس کے لئے ڈاکہ مارنا ہی سب سے بڑی نیکی ہو گا۔ حالانکہ اسے کوئی بھی درست تسلیم نہیں کرتا۔ پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ نیکی وہ ہوتی ہے جس سے دنیا کے سب سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچے لیکن اس تعریف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو صحیح سمجھا جائے تو ماننا پڑے گا کہ اگر فرانس بلجیئم پر حملہ کر کے اسے لوٹ لے تو جائز ہو گا۔ کیونکہ فرانس کے باشندے بلجیئم کے باشندوں سے بہت زیادہ ہیں۔ بے شک بلجیئم کے تھوڑے سے لوگوں کو نقصان پہنچے گا لیکن چونکہ فرانس کے بہت زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اس لئے ان کا بلجیئم پر حملہ کر کے وہاں کے مال و متاع کو لوٹ کر لے جانا نیکی ہو گا۔ اسی طرح جو قوم بھی اکثریت میں ہو۔ اس تعریف کے ماتحت اس کے لئے جائز ہو گا۔ کہ وہ اقلیت کو لوٹ لے اور کہے کہ یہ نیکی ہے اور جب کوئی سوال کرے کہ یہ نیکی کس طرح ہوئی۔ تو وہ کہہ دے دیکھ لو کہ کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے کہ نیکی وہی ہے جس کا دنیا کے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچے اس کے مقابلہ میں اگر اقلیت رکھنے والی قومیں اکثریت پر حملہ کریں اور ان کے مال و اسباب لوٹنا چاہیں تو ان کا یہ فعل بدی کہلائے گا کیونکہ اس طرح تھوڑوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور بہتوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

پھر بعضوں نے کہا ہے کہ جس چیز کا زیادہ سے زیادہ اور لمبے عرصے تک فائدہ پہنچے وہ نیکی ہے۔ مگر اس تعریف کے ماننے سے بھی یہ لازم آتا ہے کہ اگر کوئی قوم سو سال تک لوٹ مار کرتی ہے تو وہ کم نیکی کرتی ہے اور اگر وہ دو سال تک لوٹ مار کرتی تو یہ زیادہ نیکی ہوتی۔

پھر بعض لوگ کہتے ہیں نیکی وہ ہے جس سے اپنی ذات کو زیادہ نفع پہنچے۔ اور بدی وہ ہے جس سے اپنی ذات کو نقصان پہنچے۔ مگر اس پر بھی یہ اعتراض پڑتا ہے کہ اگر جھوٹ بولنے سے کسی کی ذات کو زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہو تو اس تعریف کے ماتحت جھوٹ بولنا بھی اس کے لئے نیکی ہو گا۔ حالانکہ اسے کوئی بھی درست نہیں سمجھتا۔

پھر بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نیکی اور بدی کی فطرت پر بنیاد رکھنی چاہیئے۔ یعنی جس چیز کو فطرت نیک کہے وہ نیکی ہے۔ اور جس چیز کو فطرت بد کہے وہ بدی ہے۔ یہ تعریف ایک حد تک تو درست ہے مگر کلّی طور پر نہیں۔ میں نے بارہا ایک مثال بیان کی ہے۔ کہ حضرت امام جماعت الاول اللہ تعالےٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) فرمایا کرتے تھے کہ ایک چور کو میں نے سمجھانا شروع کیا کہ چوری بہت برا فعل ہے۔ تمہیں محنت کر کے حلال کی کمائی کھانی چاہیئے۔ اس نے کہا مولوی صاحب ہم چوری کے لئے بڑی محنت کرتے ہیں۔ اور ہمیں فلاں فلاں دشواریوں اور دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ فعل ہمارے لئے بالکل جائز ہے۔ آخر جب چور کو کہا گیا کہ اگر تم چرایا ہوا سونا سنار کے پاس لے جاؤ اور اس کے پاس رکھ کر دو چار دنوں کے بعد اس سے واپس مانگو اور وہ دینے سے انکار کر دے۔ تو پھر کیا ہو۔ اس پر وہ چور کہنے لگا کہ کیا ایسا بھی کوئی خبیث ہو سکتا ہے جو دوسرے کا مال کھا جائے۔ پس بے شک انسانی فطرت بعض باتوں کے متعلق بولتی تو ہے۔ مگر محدود حد تک کیونکہ انسانی فطرت بسا اوقات برے ماحول کے نتیجہ میں مسخ ہو جاتی ہے۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ پھر نیکی کس چیز کا نام ہے اور بدی کس چیز کا نام ہے۔ کیا نیکی وہ ہو گی جس کو مذہب نیکی قرار دیتا ہے اور بدی وہ ہو گی جس کو مذہب بدی قرار دیتا ہے۔ لیکن اگر یہ درست ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کون سے مذہب کی نیکی نیکی کہلائے گی۔ اور کون سے مذہب کی بدی بدی کہلائے گی۔ اور یہ سوال ایسا ہے کہ اس کا حل کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ دنیا میں کئی مذاہب پائے جاتے ہیں اور ان کی تجویز کردہ نیکیوں اور بدیوں میں آپس میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک مذہب ایک کام کو نیکی قرار دیتا ہے۔ تو دوسرا مذہب اسی کام کو بدی قرار دیتا ہے۔ اس لئے اس تعریف سے بھی ہمیں نیکی اور بدی کا حقیقی علم حاصل نہیں ہوتا۔ پھر سوال یہ ہے کہ اگر کوئی چیز بغیر کسی حکمت کے صرف (مذہبی قانون) کے روکنے کی وجہ سے گناہ ہوتی ہے تو (مذہبی قانون) کا یہ فعل لغو قرار پاتا ہے۔ اور اگر برائی کی وجہ سے بری ہوتی ہے تو پھر یہ دلیل نہ ہوئی کہ جس سے (مذہبی قانون) روکے وہ بری ہے بلکہ یہ ہوئی کہ جو بری شے ہو اس سے مذہبی قانون روکتا ہے۔ اور پھر اس حکم یا نہی کو اس حکمت کی طرف منسوب کرنا پڑے گا۔ صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہو گا کہ جس سے مذہبی قانون روکے وہ برائی ہے اور جس کا حکم دے وہ نہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے دلوں کو صاف کرتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے۔ کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا۔ وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے"

(کشتی نوح)

آپ کا خط ملا

مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ ٹیکسلا سے لکھتی ہیں:

آج کل میری زیرِ مطالعہ کتاب "حیاتِ طیبہ" ہے۔ یوں تو یہ کتاب شروع سے آخر تک ایمان افزا ہے۔ اسمیں سے "ایک ایمان افزا روایت"، میں الفضل کے لئے لکھ کر بھجوا رہی ہوں۔ براہ مہربانی اسے ضرور شائع کروائیں۔ تاکہ جن کے پاس یہ کتاب نہیں ہے وہ بھی مستفید ہوں۔

"شیخ عبدالقادر صاحب مصنف "حیات طیبہ" نے حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کئی پرانے رفقاء سے یہ روایت سُنی ہے جن میں حضرت بابو غلام محمد صاحب فورمین لاہوری اور حضرت میاں عبدالعزیز مغل صاحب کا نام خاص طور پر ہے کہ ایک دفعہ جبکہ حضور لاہور تشریف لائے چند نوجوانوں نے یہ مشورہ کیا کہ دوسری قوموں کے بڑے بڑے لیڈر جب یہاں آتے ہیں تو انکی قوموں کے نوجوان گھوڑوں کی بجائے خود انکی گاڑیاں کھینچتے ہیں۔ اور ہمیں جو لیڈر اللہ تعالےٰ نے دیا ہے یہ اتنا جلیل القدر ہے کہ بڑے سے بڑے بادشاہ بھی اس کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے پس آج گھوڑوں کی بجائے ہمیں ان کی گاڑی کھینچنی چاہیئے چنانچہ ہم نے گاڑی والے کو کہا کہ اپنے گھوڑے الگ کر لو۔ آج گاڑی ہم کھینچیں گے۔ کوچ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضور باہر تشریف لائے تو فرمایا۔ گھوڑے کہاں ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ حضور دوسری قوموں کے لیڈر آتے ہیں تو ان کی قوم کے نوجوان ان کی گاڑیاں کھینچتے ہیں۔ آج حضور کی گاڑی کھینچنے کا شرف ہم حاصل کریں گے۔ فرمایا فوراً گھوڑے جوتو۔ ہم انسان کو حیوان بنانے کیلئے دنیا میں نہیں آئے ہم تو حیوان کو انسان بنانے کے لئے آئے ہیں۔

اللہ اللہ کیا پاکیزہ خیالات ہیں حضرت اقدس کے۔ بہت ہیں جو اس بات میں لذت پاتے اور فخر محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان کی گاڑی کو حیوان کی بجائے انسان کھینچے لیکن حضور نے جو حیوان کو انسان بنانے کے لئے تشریف لائے تھے اس بے جا نمود کو پائے استحقار سے ٹھکرا کر انسان کا صحیح وقار قائم کرنا پسند فرمایا۔

مکرمہ سلیمہ میر صاحبہ کراچی سے لکھتی ہیں:

امید ہے آپ بخیریت خدمتِ دین میں مصروف ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو احسن طور پر خدمتِ دین کی توفیق دیتا چلا جائے۔

آپ نے جسطرح شعبہ اشاعت کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ اس سے ہماری بہت حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ کتابوں کے تعارف سے ہمیں دعاؤں بھرے خطوط ملتے ہیں۔ اور کتب کے آرڈرز بھی ملتے ہیں۔ الفضل کی ۷ ستمبر ۹۱ء کی اشاعت میں لجنہ کراچی کے نام حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت مکتوب کی اشاعت کے لئے ہم تہہ دل سے ممنون ہیں۔ یہ اعزاز ہمیں الفضل میں المحراب کے مضامین شائع کرنے کے آپ کے کرم کے نتیجے میں خدا کے فضل سے حاصل ہوا ہے۔

امید ہے آپ کا تعاون ہمیں آئندہ بھی حاصل رہے گا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنی رضا کی جنتوں کا وارث بنائے۔

مکرم طارق محمود صاحب ظفر پنڈ بیگووال۔ اسلام آباد لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور دعا ہے کہ الفضل کا معیار بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔

گو الفضل کے سارے مضامین بہت پیارے ہوتے ہیں مگر آج کل جو سلسلہ آپ نے "کاغذی ہے پیرہن"، کے نام سے شروع کر رکھا ہے وہ بہت ہی دلچسپ ہے سارا مضمون پڑھنے کے بعد تصویر (مذکورہ) دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے گو کہ آپ تصویر کا ہر رُخ بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان شخصیات کو دیکھنے کو دل کرتا ہے اگر مناسب ہو تو ایک کونے میں تصویر بھی شائع کر دی جائے تو لطف دوبالا ہو جایا کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

کاغذی ہے پیرہن

اس وقت جو تصویر سامنے ہے۔ اسمیں درمیان میں کرسی پر نائیجیریا کے گورنر جنرل بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ وہاں کے آرچ بشپ۔ پہلی قطار میں کچھ سکاؤٹ موومنٹ کے عہدیدار ہیں اور ان کے پیچھے دو اور قطاریں ہیں۔ کرسیوں والی قطار میں سب سے دائیں طرف خاکسار ہے۔ نائیجیریا کی سکاؤٹ کونسل میں سکاؤٹ تحریک کے بڑے بڑے عہدے داروں کے علاوہ بعض جماعتوں کو بھی نمائندگی دی گئی تھی۔ خاص طور پر ایسی جماعتوں کو جن کا کام خدمتِ خلق کے سلسلے میں نمایاں تھا۔ یا جن کے سکولوں کے سکاؤٹ بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ چنانچہ خاکسار بھی اس نائیجیریا سکاؤٹ کونسل کا ممبر تھا۔ گاہے گاہے گورنر جنرل کی رہائش گاہ پر اس کونسل کے اجلاس ہوتے تھے اور سب کو اپنے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ دیا جاتا تھا نائیجیریا میں کس قسم کی خدمتِ خلق کی ضرورت ہے۔ اسکے لئے کیا پروگرام بنائے جاسکتے ہیں اور کون کون سے سکول یا انجمنیں اس کام کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہوں گے یہ ساری باتیں ان مجالس میں زیرِ بحث آتی تھیں۔ اور اس طرح نہائت مفید پروگرام بنتے تھے۔ نائیجیریا کے چیف سکاؤٹ تو گورنر جنرل ہی تھے۔ لیکن ان کے بعد بعض دیگر عہدے داروں سے ہماری جماعت کے سکاؤٹوں کا بھی اور افسروں کا اور خاص کر خاکسار کا خاصا رابطہ تھا۔ چنانچہ جب بھی لیگوس میں سکاؤٹوں کی کوئی تقریب ہوتی۔ اسمیں جماعت کو نمائندگی ضرور دی جاتی۔ ہمارے ایک سکاؤٹ مسٹر وائی۔ اے۔ صافی نے بھی درجہ بدرجہ سکاؤٹ تحریک میں خاصا نام پیدا کر لیا تھا اور وہ ایک اچھے اونچے عہدے پر فائز ہو گئے تھے مسٹر صافی کو شمالی علاقے سے جنوبی علاقے میں جہاں لیگوس واقع ہے اور جہاں ۱۹۲۹ء میں ہمارا پہلا سکول قائم ہوا تھا۔ لانے کے ذمہ دار محترم قریشی محمد افضل صاحب تھے۔ اور ان کی نگاہ انتخاب ایک ایسے شخص پر پڑی تھی جو سلسلے کا فدائی ثابت ہوا اور جس نے سلسلے کی کارکردگی کے ہر شعبے میں ہر ممکن امداد دی۔ وہاں سے آئے تو ہمارے سکول کے لئے تھے۔ اور سکول میں کچھ عرصہ پڑھاتے بھی رہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی انہوں نے اخبار "دی ٹروتھ" کی بھی بہت خدمت کی۔ کہا جاسکتا ہے کہ مشن میں کام کرنے والے مربیوں کے علاوہ جس شخص نے سب سے زیادہ سلسلے کی مدد کی اور اسکی خدمت کی وہ مسٹر وائی۔ اے۔ صافی تھے۔ چنانچہ اس خدمت کے بدلہ میں اللہ تعالٰے نے انہیں اسطرح نوازا کہ وفاقی حکومت نے انہیں صحافت کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلستان کے لئے وظیفہ دیا اور جب وہ دو تین سال تعلیم حاصل کر کے واپس آئے تو انہیں وفاقی حکومت کے محکمہ اطلاعات میں ایک اچھے خاصے بڑے عہدے پر فائز کیا گیا۔ انہیں سکاؤٹنگ کا بھی شوق تھا۔ اور وہ لیگوس کی سکاؤٹ تحریک میں تقریبًا سب سے اونچے عہدے پر فائز ہو گئے۔ انکے سکاؤٹ تحریک کے عمائدین سے خاصے تعلقات تھے۔ اور ان کی کارکردگی اتنی نمایاں تھی۔ کہ وہ ہر تقریب کی جان نظر آتے تھے۔

میں انگلستان میں حضرت امام جماعت الثانی کی بلائی گئی عالمی مربی کانفرنس میں شرکت کے بعد واپس آیا تو انہوں نے سکاؤٹ تحریک کی ایک تقریب منعقد کی جو شام کے وقت کی جاتی ہے اور اس کا مرکزی نقطہ یہ ہوتا ہے کہ آگ جلا کر اسکی روشنی میں تقریب کا سارا پروگرام زیرِ عمل لایا جاتا ہے۔ اسمیں مختلف کھیلیں کھیلی جاتی ہیں۔ اور متعدد کرتب دکھائے جاتے ہیں۔ اس تقریب کے انعقاد کے سلسلے میں انہوں نے لیگوس کے سکاؤٹ تحریک کے بڑے بڑے عمائدین کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ اگرچہ میں خود تو کبھی سکاؤٹ تحریک کا رکن نہیں رہا۔ لیکن جماعت کا مربی ہونے کی وجہ سے نائیجیریا کی سکاؤٹ تحریک کا رکن بنا اور اسکی جتنی تقاریب منعقد ہوتی تھیں۔ ان میں خاکسار کو مختلف لوگوں سے رابطہ بڑھانے کا موقعہ ملتا تھا۔ اور عیسائی پادریوں سے بھی روبرو ہو کر بات کرنے کا موقعہ مل جاتا تھا۔ دیگر انجمنوں کے نمائندوں سے بھی یہ رابطے کا ایک بہت اچھا اندازہ تھا۔ خاص طور پر اسلئے بھی کہ گورنر جنرل کی میٹنگ میں معاشرہ کے اوپر کے درجے کے لوگ شامل ہوتے تھے یا سکولوں کے وہ سکاؤٹ جنہیں ان کی نمایاں کارکردگی کی بنا پر اس مجلس کا ممبر بنایا جاتا تھا۔

گورنر جنرل کے میٹنگ روم میں دیکھا گیا کہ وہاں چھت کا پنکھا جو ہاتھ سے کھینچا جاتا ہے اور ایک لکڑی کے تختے کے ساتھ کپڑا باندھ کر بنایا جاتا ہے۔ لگا ہوا تھا۔ انہیں ذاتی طور پر اس پنکھے کی ضرورت تو نہیں تھی کیونکہ بجلی کی موجودگی میں بجلی کے پنکھے میسر تھے۔ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ یورپین لوگوں کو جو اپنا کچھ وقت مشرقی علاقوں میں گذارتے ہیں مشرقی تہذیب و تمدن کو نمایاں طور پر دکھانے کے لئے اپنے گھروں میں کوئی نہ کوئی ایسا سامان رکھتے ہیں۔ صرف گھروں میں ہی نہیں بلکہ بعض اور طریقوں پر بھی وہ مشرق کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مثلاً انگلستان میں ایک بہت بڑے باغ میں میں نے دیکھا کہ جاپانیوں کی عبادت گاہ بنی ہوئی ہے۔ یہ عبادت گاہ عبادت کرنے کے لئے نہیں بنائی گئی تھی بلکہ جاپانیوں کی عبادت گاہ کے نمونے کے طور پر لوگوں کو دکھانے کے لئے یہ عمارت تعمیر کی گئی تھی۔ اس طرح ووکنگ سرے میں بھی ایک انگریز نے ایک مسجد تعمیر کروائی تھی اس مسجد کی تعمیر کا مقصد عبادت نہیں تھا۔ اس شخص کا مقصد صرف یہ تھا کہ انگریزوں کو بتایا جاسکے کہ مسلمان کس قسم کی عبادت گاہ میں عبادت کرتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ایک مسجد بنوائی جو اب تک قائم ہے اور عام طور پر ووکنگ مسجد کے نام سے مشہور ہے اگرچہ اس کا اصلی نام تو شاید شاہجہان مسجد ہے لیکن چونکہ ووکنگ کے علاقے میں ہے اس لئے اسے ووکنگ مسجد کہا جاتا ہے۔

گورنر جنرل کے گھر مشرقی پنکھا دیکھ کر مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ یہ کتنی اچھی بات ہے کہ دوسرے ممالک کے طرزِ تمدن کو اجاگر کیا جائے۔ بعض اوقات لوگ تعصب کی راہ سے غیر ملکوں کا کوئی حصہ اپنے ملک میں دکھانا نہیں چاہتے۔ لیکن یہ کوئی اچھی بات تو نہیں۔

سکاؤٹ تحریک تو بنیادی طور پر کردارسازی کے لئے ہے اور دکھی انسانیت کی جس رنگ میں بھی ممکن ہو مدد کے لئے۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ سکاؤٹ کونسل کے اراکین جب آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے سے محبت اور پیار کا اظہار کرتے تھے اور اس طرح اس چھوٹے سے حلقے سے محبت کی شعاعیں پھیلتی ہوئی بڑے حلقے تک پہنچتی تھیں۔ اور لوگ محسوس کرتے تھے کہ سکاؤٹ تحریک اور سکاؤٹ کانفرنس ان کے معاشرے کے لئے نہایت مفید ہے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ احمدیہ جماعت کو اس کونسل پر نمائندگی ملی ہوئی تھی اور اس طرح سکاؤٹ تحریک کے ذریعے بھی احمدیہ جماعت خدمتِ خلق کے کام کر سکتی تھی۔

مسٹر صافی جنکا پہلے ذکر کیا گیا ہے وہ چونکہ ایک نمایاں احمدی تھے اسلئے بھی سکاؤٹ تحریک میں احمدیت کا خاصا نفوذ تھا۔ لوگ احمدیوں کے کردار سے متاثر تھے اور ان کی خدمتِ خلق کے قائل بھی۔ ہمارے بہت سے دوست جماعت کے رکن تو نہیں تھے لیکن اُن سے دلی وابستگی تھی۔ اس سکاؤٹ کونسل کے ممبر ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے خاصے مفید ثابت ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک کا ذکر کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ تھے۔ مسٹر ایس۔ بی۔ ڈاہری۔ محکمہ تعلیم میں بھی وہ ایک اعلیٰ افسر تھے۔ اور سکولوں میں اساتذہ کی تربیت کے لئے جایا جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ہمارے ساتھ خاص طور پر ہمدردی کے اظہار کے لئے وہ ہمارے لیگوس کے فضلِ عمر احمدیہ سکول میں اکثر پندرہ پندرہ دن کے لئے آکر ہمارے اساتذہ کو تربیت دیا کرتے تھے۔ یہ بھی سکاؤٹ کونسل کی رکنیت کا ایک پہلو تھا۔ ویسے بھی وہ ہم سے محبت کرتے تھے اور ہم بھی انہیں اپنے دل کے بہت قریب سمجھتے تھے۔

اس تصویر میں بشپ ہاولز میں موجود ہیں جنہیں ہم سے خدا واسطے کا بیر تھا۔ انہوں نے ایک سیاسی جماعت کے اجلاس میں یہاں تک کہہ دیا کہ ہم احمدیہ جماعت کے چیف مربی کو نائیجیریا سے نکلوا دیں گے۔ جب مجھ تک یہ خبر پہنچی تو میں مکرم الحاج سر طفاوا بالیوا وزیرِ اعظم سے ملا اور انہوں نے مجھے اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ ایسا ہرگز نہ ہو سکے گا۔ کہنے لگے یہی بشپ جب میرے پاس آتا ہے تو گھٹنے ٹیک دیتا ہے۔ اگر اس نے آپ

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید ظہور احمد شاہ

چنے کی کاشت

دالیں غذائی اعتبار سے انسان کی خوراک کا ایک اہم جزو ہیں۔ چونکہ ان میں پروٹین اور معدنی اجزاء کافی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ جو جسم کی نشوونما کے بہت ضروری ہیں۔ انسانی خوراک کو غذائیت کے اعتبار سے بہتر بنانے کے لئے اور ملکی آبادی میں اضافہ کے پیش نظر دالوں کی سال بسال بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے دالوں کی پیداوار میں اضافہ کرنا ضروری ہے۔ دالوں کی زیادہ سے زیادہ رقبہ پر کاشت کر کے اور فی ایکڑ پیداوار بڑھا کر ملک میں دالوں کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ نیز دالوں میں چنے کی کاشت عموماً بارانی علاقوں میں کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ فصل خشک سالی کا بخوبی مقابلہ کر سکتی ہے۔ اور یہ درمیانہ درجے کی زمینوں میں بھی کامیاب فصل دے سکتی ہے۔ اس لئے ایسے زمینوں کے مالک کاشتکار بھائیوں کو ان کی کاشت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اور اگر اچھا بیج استعمال کیا جائے اور دیگر عوامل پر بھی پوری توجہ دی جائے تو آسانی سے ان کی پیداوار کو معقول حد تک بڑھایا جا سکتا ہے۔

اس فصل کے متعلق ضروری معلومات کاشتکار بھائیوں کے لئے درج ذیل کی جاتی ہیں تاکہ ان کو بروقت کاشت کر کے ان کی اچھی پیداوار حاصل کی جا سکے۔

چنے کی فصل ریتلے علاقوں میں زیادہ کامیاب رہتی ہے۔ اس قسم کی زمینوں کے سلسلے میں کھیت کی تیاری کا مسئلہ پیش نہیں آتا۔ جس زمین پر چنے کی فصل کاشت کی جاتی ہے۔ اسے فصل کی برداشت کے بعد یونہی خالی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ بوائی کے وقت ایک مرتبہ پور کے ذریعے ہل چلا کر کاشت کا عمل مکمل کر لیا جاتا ہے۔ ریتلی زمینوں کے برعکس آبپاش زمینوں میں ایک دو مرتبہ ہل چلا کر سہاگہ پھیر دیا جاتا ہے تاکہ کھیت میں ڈھیلے ختم ہو جائیں۔ اور زمین بھربھری ہو جائے۔ زرخیز زمینوں میں فصل اگرچہ اچھی طرح پھولتی پھلتی ہے لیکن پیداوار کم حاصل ہوتی ہے اس لئے اسے ریتلی اور ہلکی میرا قسم کی زمینوں میں کاشت کرنا چاہیئے۔ اور زرخیز قسم کی زمینیں اور ایسی زمینیں جن میں فاسفورس کی بہتات ہو چنے کی کاشت کے لئے موزوں نہیں سمجھی جاتی۔ یہ فصل شور اور تیزابیت والی زمینوں میں بھی پروان نہیں چڑھتی۔ اسی طرح جن زمینوں میں نمی زیادہ ہو وہاں بھی یہ فصل کامیاب نہیں ہو سکتی۔ بارانی علاقوں میں جہاں پر چنے کی بوائی کا زیادہ تر انحصار مون سون کی بارشوں کے بعد زمین میں بچ رہنے والی نمی پر ہوتا ہے! اس لئے چنے کی بوائی وسط ستمبر سے شروع ہو کر وسط اکتوبر تک جاری رہتی ہے۔ بعض لوگ پچھیتی فصل نومبر کے شروع میں بھی کاشت کرتے ہیں لیکن اس سے گریز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پچھیتی کاشت کا اثر پیداوار پر بہت برا پڑتا ہے۔ اس لئے اکتوبر کے نصف تک ہی کاشت کر لینا چاہیئے۔

بیج کی شرح

ایک ایکڑ رقبہ کے لئے ۲۰ سے ۲۴ کلوگرام اچھا اور معیاری بیج درکار ہوتا ہے۔ تھل کے علاقہ میں جہاں فصل کو مختلف موسمی تغیر و تبدل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کاشتکار ۲۲ سے ۲۵ کلوگرام فی ایکڑ کے حساب سے بیج استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فصل کے پودے جھلساؤ کی بیماری کے سبب تباہ ہو جاتے ہیں۔ لہذا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے وہ زیادہ مقدار میں بیج استعمال میں لاتے ہیں۔

کاشت کا طریقہ

بیج کو پور کے ذریعہ بویا جانا چاہیئے تاکہ یہ گہرائی میں چلا جائے۔ بعد ازاں سیاڑوں کو کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ بیج گہرائی میں جاکر دبا نہ رہ جائے۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ ایک فٹ اور پودوں کا درمیانی فاصلہ ۶ انچ ہونا چاہیئے

کھاد کا استعمال

نائٹروجنی کھاد کا استعمال چنے کی فصل کے لئے زیادہ مفید نہیں ہے کیونکہ چنے کا پودا جڑوں سے نائٹروجن حاصل کرتا ہے۔ تاہم اس کی مطلوبہ مقدار جو ۸ سے ۱۰ کلوگرام نائٹروجن فی ایکڑ ہوتی ہے۔ استعمال کرنے سے فصل پر خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ اس کے برعکس فاسفورسی کھادیں استعمال کرنے سے چنے کی فصل پر مثبت اثرات پڑتے ہیں اس لئے کاشت سے قبل ۱½ بوری DAP یا ½ بوری یوریا اور چار بوری سنگل سپرفاسفیٹ یا ایک بوری امونیم سلفیٹ اور چار بوری سنگل سپرفاسفیٹ فی ایکڑ استعمال کریں اور کاشت کر دیں۔

بارانی علاقوں میں چونکہ نمی کی بڑی کمی ہوتی ہے اور یہ نمی زمین کے اندر محدود مقدار میں ہی موجود ہوتی ہے اس لئے جڑی بوٹیوں کو ختم کرنا بہت ضروری ہے اگر انہیں ابتداء ہی میں ختم کر دیا جائے تو یہ کام آسان ہوتا ہے ورنہ تھوڑا سا تساہل بھی فصل کے لئے بہت مسئلہ پیدا کر دیتا ہے جڑی بوٹیاں زمین سے وہ تمام خوراکی اجزاء جن کی فصل کو ضرورت ہوتی ہے۔ اپنی بڑھوتری کے لئے استعمال کرتی ہیں اور فصل ان سے محروم رہ جاتی ہے جس کا فصل پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور پیداوار بری طرح متاثر ہوتی ہے۔

آب پاشی

چنے کی فصل زیادہ تر بارانی علاقوں میں کاشت کی جاتی ہے اور اس کی کامیابی کا بڑی حد تک انحصار موسم سرما کی بارش پر ہوتا ہے۔ اوسط درجہ کی زرخیز زمین اور ایسی زمین جس میں نمی محفوظ رکھنے کی بہتر صلاحیت موجود ہو کاشت سے قبل کی گئی راؤنی کا اثر فروری کے آخر تک برقرار رہتا ہے یہ وہ مرحلہ ہوتا ہے۔ جب فصل پر پھول لگنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر ہلکی بارش۔ آبپاشی فصل کے لئے نہایت ضروری ہے۔ نہایت خشک موسمی حالات کے تحت بھی ضروری ہے کہ ایک یا دو مرتبہ پانی دے دیا جائے۔

دو بیماریاں فصل کے لئے زیادہ نقصان کا باعث ہو سکتی ہیں۔

چنے کا مرجھاؤ

اس بیماری سے پودے مرجھا کر سوکھ جاتے ہیں، عام طور پر یہ بیماری زیادہ تشویش ناک صورت اختیار نہیں کرتی لمبے عرصے کی خشک سالی اور درجہ حرارت بیماری پھیلانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل احتیاطی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔

۱۔ بوائی سے پہلے بیج کو پھپھوندکش دوائی بنلیٹ یا واٹا ڈیکس بحساب ۳ گرام فی کلوگرام بیج استعمال کریں۔

۲۔ بیماری کے خلاف بہتر قوت مدافعت رکھنے والی اقسام سی ۴۴، سی ۲۳۵، سی ایم ۷۲ اور اے یو۔ جی ۴۸۰ کاشت کریں۔

۳۔ جہاں بیماری کا حملہ ہوتا ہو وہاں چنے کی فصل دوسری فصلوں کے ساتھ ہیر پھیر سے بوئیں۔

۴۔ جہاں تک ممکن ہو سکے فصل کی بجائی قدرے پچھیت سے کریں۔

۵۔ اگر میسر ہو سکے تو متاثرہ فصل کو ہلکا سا پانی لگا دیں۔

چنے کا جھلساؤ

یہ چنے کی مہلک بیماری ہے جو بیماری سے متاثرہ بیج اور بھوسہ (DEBRIS) سے پھیلتی ہے۔

وبائی صورت اختیار کرنے پر فصل مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے۔

احتیاطی تدابیر

۱۔ گذشتہ برس کی بیماری سے متاثرہ فصل کے بچے کھچے بھوسہ (DEBRIS) کو جلا دیں۔

۲۔ بیج تندرست اور صاف ستھرا استعمال کریں۔

۳۔ بوائی سے پہلے بیج کو پھپھوندکش دوائی بنلیٹ ۳ گرام دوائی فی کلوگرام بیج کے حساب سے لگائیں۔

۴۔ چنے کی فصل کا دوسری فصلوں کے ساتھ ہیر پھیر کریں۔

۵۔ بیماری کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی اقسام سی ۴۴ اور سی ایم ۷۲ کاشت کریں۔

کیڑے

چنے کی فصل کو ٹاڈ کی سنڈی کافی نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کے انسداد کے لئے محکمہ زراعت کے توسیعی عملہ سے مشورہ کر کے کسی سپرے کا استعمال کریں۔

آخر میں پھر ایک دفعہ چنے کی بہتر پیداوار حاصل کرنے کے لئے چند باتوں کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ جو کہ اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے ازحد ضروری ہیں۔

۱۔ ترقی دادہ اقسام کا صحتمند بیج استعمال کریں۔

۲۔ بیج کو پھپھوندکش دوائی لگانا ہرگز نہ بھولیں۔

۳۔ کھاد کا استعمال کاشت کے وقت کریں۔

۴۔ جڑی بوٹیوں کی تلفی میں کبھی غفلت نہ برتیں۔ اور جلد از جلد اس کام کو مکمل کریں

۵۔ چنے کی ٹاڈ کی سنڈی کے تدارک کے لئے زہروں کا استعمال بروقت کریں۔

بقیہ صـ۵ سے آگے

طرف میلی آنکھ سے دیکھا تو میں اسے جکڑ کے رکھ دوں گا

محترم وزیر اعظم صاحب نے ہمیشہ ہمارے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ ان کا ذکر پہلے ایک تصویر کے سلسلے میں آ چکا ہے۔

"نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔" (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہوکر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

عدنان احمد ناصر ابن بشیر احمد ناصر
ربوہ

محمد یعقوب ابن محمد اسماعیل
ربوہ

ذکیہ پروین بنت محمد اسماعیل
ربوہ

فضا تنصیر بنت مولود احمد
اوکاڑہ

قیصرہ خالد بنت محمد اسلم خالد
لندن

محمد عتیق ابن محمد رفیق
ربوہ

ارسلان احمد ابن منور احمد ضیغم
ربوہ

صباح نورین بنت سلیم اللہ
ربوہ

مظفر احمد عارف ابن ملک اللہ بخش
ربوہ

محمد خالد احمد ابن شیخ محمد ایوب
ربوہ

آمنہ نور بنت طارق سعید
لاہور چھاؤنی

انور احمد ابن اعظم علی
ربوہ

آمنہ بشریٰ بنت نصیب اللہ تمر
گھنوکے ججہ ضلع سیالکوٹ

روبینہ ناصر بنت ماسٹر ناصر محمود
ربوہ

ریاض الدین ولد شمس الدین
شمس ریکارڈنگ سنٹر اقصیٰ روڈ ربوہ

کنول احمد بنت وفاء اللہ مبارک
حلقہ کھوکھراپار کراچی

شکیلہ بشریٰ بنت ظریف احمد
ربوہ

راشد محمود ابن فضل عمر محمود
میرپور خاص

ناہد احمد ابن مسعود احمد درد
کراچی

سجیلہ احمد بنت احمد عبدالجمیل
ربوہ

رخسانہ شاہین بنت محمد رفیع
چک نمبر ۵۸ ضلع ٹوبہ

ندا مبارک بٹ ابن مبارک اسمٰعیل بٹ
گوجرہ

خالد اسماعیل بٹ ابن مبارک علی بٹ
گوجرہ

ثوبیہ منور بنت منور احمد
چھنیاں - ربوہ

عنبر احمد بنت وفاء اللہ مبارک
حلقہ کھوکھراپار کراچی

منظفر احمد ابن عبدالرزاق منگلا
گوجرہ

منور احمد ابن عبدالرزاق منگلا
گوجرہ

سید مولود احمد عثمان ابن سید عبدالجبار
شاہ۔ چک ۲۸۷ ضلع ٹوبہ

منور احمد ابن خلیل احمد
گوجرہ

منصور احمد ابن خلیل احمد
گوجرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سہ ماہی امتحان سوم ۹۱ء انصار اللہ

انصار اللہ کا سہ ماہی نصاب برائے امتحان سوم ۱۹۹۱ء مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۵ نصف اوّل

۲۔ کتاب "توضیح مرام"

۳۔ بنیادی نصاب (ترجمہ نماز و مسائل نماز لازمی)

زعماء کرام زیادہ سے زیادہ انصار کو نصاب کے مطابق امتحان کی تیاری کرائیں۔ واضح ہو کہ ہر مجلس کی اس امتحان میں نمائندگی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سب انصار کو اپنے علم و فضل میں اضافہ کرتے رہنے کی توفیق عطا کرے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان)

اطفال کے اعلانات

عشرہ وصولی:۔ تمام مجالس کو یہ اطلاع دی جا رہی ہے کہ وہ یکم تا ۱۰ اکتوبر عشرہ وصولی منائیں اور اس عشرہ کے دوران اپنا چندہ مجلس اور اجتماع کا ٹارگٹ پورا کر کے مرکز میں اطلاع کریں۔

نیز نئے سال کا بجٹ بھی فوری طور پر تیار کر کے ارسال کریں۔

کتاب برائے مطالعہ:۔ اطفال الاحمدیہ کی طرف سے اکتوبر کے لئے کتاب "سیرت حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی)" برائے مطالعہ مقرر کی گئی ہے۔

جن جن مجالس میں یہ کتاب میسر ہے وہ اس کے مطالعہ کا اہتمام کروائیں اور بروقت رپورٹ مرکز میں بھجوائیں۔

(مہتمم اطفال ربوہ)

بقیہ: صا سے آگے

فضل کا سہارا پکڑو۔ اور اسی کو اپنا پیارا بناؤ کہ وہ باقی ہے۔ متقی کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے (بیشک اللہ تعالیٰ متقیوں سے محبت کرتا ہے)۔

جب ایک ادنیٰ ساہوکار یا معمولی حاکم کسی سے محبت کرے تو انسان جامہ میں پھولا نہیں سماتا۔ جب تقویٰ کے سبب اللہ جلّ شانہ محبت کرتا ہے تو تقویٰ کیسی عظیم الشان چیز ہے جو خدا کا محبوب بنا دیتی ہے۔ یقیناً سمجھو کہ سب ذرّاتِ عالم اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں جس سے وہ پیار کرتا ہے تمام ذرّوں کو اس کے تابع کر دیتا ہے۔

جو معجزات کے منکر ہیں وہ مانتے ہیں کہ سب ذرّے اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ پس سارے معجزوں کا دار و مدار اللہ کی قدرت سے وابستہ ہے۔ جب وہ کسی سے پیار کرے تو ضرور ہے کہ اس کے لئے اپنی قدرت نمائیاں طرح طرح کے عجائبات کے رنگ میں کرے۔ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔"

(خطبہ عیدالاضحیٰ فرمودہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۸ء)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کرو تا تم بخشے جاؤ۔"

(کشتی نوح)

خود دل کر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر

حضرت حکیم نظام جان

کے فرزند

حکیم عبدالحمید اعوان

کا ماہانہ پروگرام

۰۔ ۵ تا ۷ تاریخ مشہور دواخانہ نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ ۰۔ ۱۵، ۱۶ کو مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالر والہ ۰۔ ۲۱ سے ۲۳ تاریخ تک مشہور دواخانہ محمود آباد ۳ کراچی

۰۔ ۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان

باقی دنوں میں مشہور دواخانہ چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں مشورہ ہو سکتا ہے۔

مینیجر مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ

ملکی خبریں

۰ ۳۰ ستمبر کو ملک بھر میں کوئی اخبار شائع نہیں ہوا۔ تمام اخبارات و رسائل نے ۲۹ ستمبر کو ملک بھر میں پریس پر بڑھتے ہوئے تشدد کے خلاف ایک روزہ ہڑتال کی۔ اس ہڑتال کا فیصلہ اخباری مالکان کی تنظیم اے پی این ایس نے کیا ہے۔

۰ ۲۹ ستمبر کو اخباری کارکنوں نے اسلام آباد لاہور اور کراچی میں احتجاجی جلوس نکالے اور ملک بھر میں صحافیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے تشدد آمیز واقعات کی مذمت کی۔ صحافیوں نے مختلف شہروں میں احتجاجی سیمینار بھی منعقد کئے۔ یاد رہے کہ چند دن قبل کراچی میں ایک صحافی مسٹر کامران پر حملہ ہوا۔ ان کا بازو سخت زخمی ہو گیا اسی طرح ایک خاتون صحافی پر حملہ کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ جان بچانے میں کامیاب ہو گئیں۔

۰ اسلامی جمہوری اتحاد کا سربراہی اجلاس وزیراعظم کی صدارت میں ہوا۔ وزیراعظم اسلامی جمہوری اتحاد کے سربراہ بھی ہیں اجلاس میں اتحاد میں شریک پارٹیوں کے علاوہ دو وزرائے اعلیٰ وفاقی وزراء اور متعلقہ پارٹیوں کے ساتھی اراکین بھی شامل تھے۔ اس اجلاس میں زبردست بحث و مباحثہ اور اہم فیصلوں کی توقع کی جا رہی ہے۔

۰ سپریم کورٹ کے قائمقام چیف جسٹس مسٹر جسٹس نسیم حسن شاہ صاحب نے کہا ہے کہ میں خصوصی عدالتوں کو پسند نہیں کرتا انہوں نے کہا کہ اگر ضروری سہولتیں مل جائیں تو اعلیٰ عدالتیں بھی بہتر نتائج دے سکتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں تمام سیاسی معاملات بھی عدالتوں میں ہی طے کئے جاتے ہیں حالانکہ عدالتوں کا کام تو قانون پر عمل درآمد کروانا ہوتا ہے۔

۰ جماعت اسلامی کے نائب امیر پروفیسر غفور نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی نے ایم کیو ایم کے ناز نخرے برداشت نہ کر کے اصولی موقف اپنایا تھا۔

ضرورت ملازمہ

گھر میں کام کاج کیلئے ایک گھریلو ملازمہ کی ضرورت ہے معقول تنخواہ کے علاوہ رہائش کیلئے کوارٹر بھی دیا جائے گا۔

معرفت

احمد برادرز پی آئی اے۔ گولبازار ربوہ

غیر ملکی خبریں

۰ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں کی ٹیم نے عراق میں اپنا کام دوبارہ شروع کر دیا ہے یہ ٹیم سکڈ میزائیلوں کو تلاش کر کے ان کو تباہ کرنے کا کام کرے گی۔ اس سے قبل اس ٹیم کو عراق نے ہیلی کاپٹر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی تھی جس پر امریکہ نے عراق کو طاقت استعمال کرنے کی دھمکی دی تھی۔ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں کی ایک ٹیم کو عراق نے ایک پارکنگ ایریا میں چار روز تک یرغمال بنائے رکھا تھا۔ اس جماعت نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کو عراق کے ایسے مواد تک رسائی ہو چکی ہے جس میں ایٹمی مواد کا ذکر ہے۔ جب کہ عراقی حکام کا کہنا ہے کہ ۵ ہزار صفحات اور ۱۹ گھنٹے کی ویڈیو فلموں پر مشتمل اس مواد میں صرف ملازمین کا ریکارڈ ہے۔

۰ زائر میں ہنگاموں کو ختم کرنے کی کوشش ناکام ہو گئی ہے۔ غیر ملکی فوجی جو ہنگامے روکنے کے لئے بھیجے گئے ان کا کہنا ہے کہ عوام ان سے تعاون نہیں کرتے

۰ جاپان کے شہنشاہ اکی ہیٹو اور شہزادی میچیکو غیر ملکی دورے پر بنکاک پہنچ گئے ہیں۔ جاپانی شہنشاہ کی تاجپوشی کے بعد یہ ان کا پہلا غیر ملکی دورہ ہے۔

۰ فرانس میں کسانوں نے اپنی آمدنی میں کمی اور مشرقی یورپ سے درآمدات کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا اس میں ڈیری فارم کے ۵ ہزار کارکنوں نے بھی شرکت کی۔

۰ جاپان میں سمندری طوفان سے مزید ۴۷ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ حالیہ چند ماہ میں یہ ۱۹ واں سمندری طوفان ہے اب تک طوفانوں کے اس سلسلے سے ۱۰ ہزار مکانات تباہ ہو گئے ہیں اور ہزاروں افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔ تازہ طوفان میں ایک غیر ملکی فریگیٹ ڈوب گیا ہے

۰ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں نے اپنی کارروائیاں تیز کر دی ہیں اور بھارتی فوجوں پر حملوں میں اضافہ کر دیا ہے۔